ایک عظیم اور عبقری شخصیت

مولانا حافظ عبدالحمید ازہر رحمہ اللہ

فضیلۃ الشیخ حافظ عبدالعزیز علوی حفظہ اللہ تعالی
جامعہ سلفیہ فیصل آباد

نام عبدالحمید ازہر

ولدیت حکیم فیض محمد بن حکیم مولا بخش

تاریخ ولادت 10 دسمبر 1948ء بمطابق 8 صفر 1368ء بروز جمعۃ المبارک

مقام پیدائش شہر قصور محلہ اعظم کوٹ

تعلیم کا آغاز ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات چونکہ انتہائی ذہین وفطین تھے اس لئے ادراک و شعور کی زندگی میں ہی سکول میں داخلہ دلوا دیا گیا اور ساتھ ہی مسجد میں قرآن مجید ناظرہ کی تعلیم شروع ہوگئی۔ اوراس کے بعد جامع مسجد فریدیہ جوان کے گھر کے قریب ہی تھی میں قرآن مجید یاد کرنا شروع کر دیا اور حفظ وتجوید کے استاد قاری نور احمد کھرل تھے جو قاری اظہار احمد تھانوی کے شاگرد تھے اور انتہائی خوش الحان اور خوش آواز تھے۔

میٹرک کا امتحان حافظ صاحب موصوف نے 1965ء میں میٹرک کا امتحان پاس کرلیا اور حفظ و تجوید کا کورس بھی مکمل کرلیا۔

دینی تعلیم کا آغاز جب میٹرک اور حفظ سے فارغ ہو گئے تھے تو انہی دنوں ان کے نانا عبدالکریم کے ہم نام شیخ عبدالکریم ایک حادثہ کا شکار ہو کر وفات پا گئے تو ان کے دوست مولانا محمد اسحاق گوہڑوی رحمانی ان کی تعزیت کیلئے قصور تشریف لائے تو حضرت ازہر صاحب کے دادا اور نانا جو انتہائی دین دار اور لوگوں کے ہاں بہت معزز ومکرم تھے۔ حضرت رحمانی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے حافظ صاحب کی مزید تعلیم کیلئے مشورہ طلب کیا اور ان سے رائے لی۔ تو انہوں نے دینی تعلیم حاصل کرنے کا مشورہ دیا‘ ان کی اس رائے کو صائب خیال کرتے ہوئے انہیں ان کے ماموں حضرت مولانا عبدالعظیم انصاری‘ جو ان دنوں لاہور میں مقیم تھے اپنے ساتھ

لاہور لے آئے اور انہیں دارالحدیث مسجد چینیانوالی میں داخل کروادیا۔
اس طرح ان کی دینی تعلیم کا آغاز ربیع الاول 1380 کے آخری دنوں میں جولائی 1965ء میں ہوا۔

اس دور کے اساتذہ کرام جب حافظ صاحب اس مدرسہ میں داخل ہوئے تو اس کے صدر مدرس مولانا رحمانی رحمہ اللہ تھے' ترجمۃ القرآن بلوغ المرام اور صرف ونحو کی ابتدائی کتابیں پڑھنے کی سعادت ان سے حاصل ہوئی۔ عربی ادب کی ابتدائی کتابیں اور مشکوۃ مصابیح مولانا عبدالخالق قدوسی شہید سے پڑھیں۔

جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ میں داخلہ کچھ عرصہ لاہور میں پڑھنے کے بعد حالات کی مجبوری کی بنا پر جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ میں چلے گئے سنن نسائی استاذ الاساتذہ حضرت مولانا عبدالحمید ہزاروی سے پڑھی۔ اصول فقہ حنفی کی کتاب نورالانوار استاذی المکرّم مولانا جمعہ خاں سے پڑھیں۔ میں نے بھی جامعہ محمدیہ اوکاڑہ میں ان سے منطق وفلسفہ کی کتابیں پڑھی تھیں۔

ادب کی کتاب دیوان الحماسہ اور بعض دوسری کتب دوسرے اساتذہ سے پڑھیں۔ الشیخ الفاضل حافظ عبدالمنان نورپوری بھی ان دنوں وہاں استاد تھے۔ ان سے بھی کسب فیض کیا ہوگا۔

جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں داخلہ 1971 تا 1973ء میں چھٹی ساتویں اور آٹھویں جماعت جامعہ سلفیہ میں پڑھی' ساتویں' آٹھویں جماعت میں فضیلۃ الشیخ حافظ مسعود عالم بھی ان کے شریک درس ہوگئے۔ گویا 1971ء ماہ نومبر 1391ھ ماہ شوال میں جامعہ میں داخل ہوئے۔ صحیح بخاری کا درس شیخ المشائخ حضرت حافظ عبداللہ بڈھیمالوی سے لیا۔ شرح العقیدہ الطحاویہ' فتح القدیر اور بدایۃ المجتہد کا کچھ حصہ ڈاکٹر امان اللہ جامی سے جو جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کی طرف سے مبعوث تھے۔ اور بدایۃ المجتہد کا کچھ حصہ مولانا علی مشرف سعودی سے پڑھا۔

ڈاکٹر شمس الدین جو ماموں کانجن میں پڑھتے تھے کیونکہ اس دور میں میں بھی ماموں کانجن میں پڑھتا تھا۔ اس لئے اس کا مجھے ذاتی طور پر علم ہے اور وہ حافظ عبدالحمید ازہر کے ساتھی نہیں تھے امتحان میں ان کے ساتھ شریک ہوئے تھے

جامعہ سلفیہ میں داخلہ کا پس منظر 1971ء میں جامعہ محمدیہ اوکاڑہ میں طلبہ اہلحدیث کانفرنس کا

ایک اجتماع ہوا' ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر اس کے بڑے سرگرم رکن تھے۔ انہوں نے حافظ ازہر کو جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں داخل ہونے کا پرزور مشورہ دیا جس کی بنا پر وہ جامعہ سلفیہ میں آ گئے اور ان کی آمد جلد ہی انتہائی مخلصانہ دوستی میں ڈھل گئی' جامعہ میں موطا امام مالک' سنن ابی داؤد اور حجۃ اللہ کا درس حضرت الشیخ مولانا ثناء اللہ ہوشیارپوری سے لیا جامع ترمذی اور دیوان متنبی فضیلۃ الشیخ مولانا علی محمد سلفی فاضل مدینہ یونیورسٹی سے پڑھیں۔

1973ء میں آخری سال کے امتحان حافظ مسعود عالم اول اور حافظ عبدالحمید دوم آئے تو اس بنیاد پر انہیں جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں داخلہ مل گیا۔ اس طرح وہ شوال 1393ھ بمطابق 1973ء نومبر میں مدینہ منورہ چلے گئے اور کلیۃ الشریعہ میں داخل ہو گئے۔ تفسیر الشیخ محمد المختار الشنقیطی اور الشیخ ابوبکر الجزائری سے پڑھی۔

العقیدہ والتوحید' الشیخ عبداللہ الفیھانی' الشیخ عبدالقادر شیبۃ الحمد' الشیخ محمد امان الجامی اور الشیخ حماد انصاری سے پڑھی۔ فقہ الحدیث سبل السلام درایۃ الاسانیہ والتخریج کا سبق ڈاکٹر محمود الطحان' ڈاکٹر محمود میری اور استاذنا المکرم مولانا عبدالغفار حسن سے لیا۔ الفقہ المقارن ڈاکٹر حمود ین الوائلی' شیخ عبداللطیف اور الشیخ عبدالمحسن بن حمد الصباء سے پڑھی۔ اصول الفقہ' الاستاذ الشیخ محمد الشال سے پڑھی البلاغۃ والفقہ کا سبق ڈاکٹر محمود الشیخون سے لیا۔ قواعد النحو والصرف الشیخ ابوطالب شاہین اور الاستاذ عبدالرؤف اللبدی سے پڑھے۔ السیرۃ والتاریخ ڈاکٹر محمد مجاہد سے پڑھی۔

اس طرح لیانس (بی۔اے) آنرز کی ڈگری شاہ فہد رحمہ اللہ جو اس وقت ولی عہد تھے۔ ان کے ہاتھوں سے 1977 میں لی اور اس کے بعد تین سال ماجستیر میں پڑھا۔ پھر بعض وجوہ کی بنا پر 1970ء میں واپس پاکستان آ گئے۔ اور اپنے گھر قصور کچھ عرصہ تک پھر جب الشیخ السید حبیب الرحمان بخاری رحمہ اللہ نے' حضرت فضیلۃ الشیخ محمد یحییٰ شرقپوری رحمہ اللہ سے راولپنڈی کی مرکزی مسجد کیلئے خطیب کیلئے رابطہ قائم کیا۔ تو انہوں نے حضرت حافظ عبدالحمید رحمہ اللہ کا نام لیا کیونکہ وہ انہیں اپنے عزیز فرزند حافظ مسعود عالم حفظہ اللہ کے دوست کی حیثیت سے اپنا بیٹا سمجھتے تھے۔

توان سے معاملہ طے ہونے سے پہلے محترم مولانا محمد حسین کلیم رحمہ اللہ جو جناب شرقپوری کے چھوٹے بھائی تھے۔ وہ کراچی سے مرکزی مسجد کے خطیب کی حیثیت سے راولپنڈی آ گئے اس وقت جامعہ تدریس القرآن والحدیث اسی مسجد میں تھا اور میں وہاں 1978ء سے صدر مدرس تھا اور ان کی آمد سے پہلے جمعہ پڑھاتا تھا یہ 1981ء کا معاملہ ہے اور محترم حافظ عبدالحمید رحمہ اللہ جامع مسجد محمدی ایمن آباد (مری پورہ) کے خطیب کے طور پر راولپنڈی۔ چونکہ جامعہ تدریس القرآن والحدیث کے مہتمم حضرت بخاری صاحب ہی تھے اس لئے شوال 1401ھ اگست 1981ء میں جامعہ تدریس القرآن میں بطور استاد آ گئے۔ اور مختلف جماعتوں کے اسباق پڑھانے لگے اس طرح میرے ساتھ مئی 1987ء بمطابق 1407ھ شوال تک میرے ساتھ پڑھاتے رہے میں بعض وجوہ کی بنا پر شوال کے آخر میں استعفیٰ دے کر واپس آ گیا اور جامعہ والوں کو کہا میرے بعد بطور صدر مدرس حافظ صاحب کو ترقی دے دیں لیکن بدقسمتی میرے ساتھ گہرے مراسم کی بنا پر ان کا انتظامیہ کے ساتھ نباہ نہ ہو سکا۔ انہوں نے بعض وجوہ کی بنا پر 1988ء میں جامعہ سے علیحدگی اختیار کر لی۔

اس کے بعد حضرت حافظ مسعود عالم حفظہ اللہ جو اس وقت جامعہ ابوبکر الاسلامیہ کراچی میں پڑھاتے تھے۔ انہوں نے چاہا کہ وہ بھی جامعہ ابوبکر میں آ جائیں اور اس کیلئے انہوں نے بعض سعودی شیوخ کے ذریعہ' سعودیہ کی طرف سے ان کے تقرر کا انتظام بھی کر لیا لیکن حافظ عبدالرشید۔ مکتبہ الدعوہ السعودیہ میں دعاۃ کے مسؤل تھے۔ اسلام آباد میں تھے انہوں نے کہا کہ حافظ عبدالحمید کا راولپنڈی رہنا ہی مناسب ہے چونکہ یہ تینوں ساتھی تین قالب یک جان تھے اور وہ نہیں چاہتے تھے کہ وہ ان سے الگ ہوں اس لئے انہوں نے ان کا مکتبہ الدعوۃ بطور لائبریرین تقرر کروالیا۔ اس کا پس منظر حافظ عبدالحمید کی راولپنڈی میں شادی ہے اور اس شادی کا پس منظر یہ ہے کہ حضرت حافظ اسماعیل ذبیح رحمہ اللہ کی ایک بیٹی کو ان کی وفات کے بعد طلاق ہوگئی ان کی بیوہ جس پر بہت پریشانی ہوگئی کیونکہ گھریلو حالات اچھے نہ تھے اس پر سید حبیب الرحمان بخاری نے الشیخ شرقپوری رحمہ اللہ سے رابطہ کیا اور درخواست کی کہ بچی پڑھی لکھی ہے اس لئے آپ محترم ازہر

صاحب کو اس شادی پر آمادہ کریں چونکہ وہ حضرت شرقپوری کا بہت احترام واکرام کرتے تھے اور ازہر بھی انتہائی ہمدردانہ خیر خواہ مزاج کے مالک تھے وہ اس شادی پر آمادہ ہو گئے اور میرے خیال میں یہ نکاح 82-1983ء میں ہوا نکاح کے بعد ہم ولیمہ کیلئے قصور ان کے گھر آئے اس بنا پر حضرت ازہر ان کا راولپنڈی میں رہنا ہی مناسب تھا۔ اس طرح وہ مکتبہ الدعوۃ اسلام آباد میں لائبریرین مقرر ہو گئے۔

مسجد میں توسیع مسجد محمدی ایمن آباد کی بنیاد 1965ء میں حضرت مولانا اسماعیل ذبیح رحمہ اللہ نے رکھی آہستہ آہستہ اہلحدیث افراد کی تعداد بڑھتی گئی اور وہ انتہائی خوددار اور باعزت تھے۔ جب مسجد اپنی تنگ دامنی کی شکایت کرنے لگی کیونکہ خوش الحانی اور خطبہ میں عصری ضروریات کے انتہائی محنت ولگن اور اصلاح وخیر سے تقریر کرتے تھے اور صبح وشام دروس کا امتحان کرتے تھے لوگ قرآن کھول کر درس سنتے تھے قاری نور محمد اور ان کے بھائی صبح وشام محلے کے بچوں کو قرآن مجید کی تعلیم دیتے تھے۔ دونوں بھائی انتہائی محنتی اور مخلص تھے اس لئے محلے کے لوگوں نے ان کی بات پر لبیک کہا اور مسجد کے اردگرد کے تین مکان خرید کر مسجد میں شامل کر لئے۔ پہلے بیس منٹ تعمیر کی پھر اوپر مسجد تعمیر کی اور اس کے ساتھ مسجد میں تحفیظ القرآن کے مدرسہ کی بھی توسیع کی اور تعلیم البنات کیلئے بچیوں کیلئے مدرسہ کھولا۔ اور دونوں مدرسوں کیلئے الگ الگ انتہائی اعلیٰ عمارت تعمیر کی اور بچوں اور بچیوں کی تعلیم کے ساتھ ساتھ ان کی بڑے اچھے طریقے سے سیرت وکردار سازی کا سلسلہ جاری کیا۔ اور اس کیلئے اپنی خصوصی شاگردوں کو اپنے ساتھ رکھا۔ لیکن مسجد جو انتہائی عمدہ اور نفیس تھی اس کیلئے کسی سے چندہ نہیں مانگا حالانکہ وہ مکتبہ الدعوۃ کے ذریعہ سعودی شیوخ سے جتنا چندہ چاہتے حاصل کر سکتے تھے۔ لیکن انہوں نے تمام چندا اس مسجد کے نمازیوں اور اپنے دوست واحباب اور اپنے عزیز واقارب سے جمع کیا۔ جو اس دور میں ایک کروڑ روپیہ سے متجاوز تھا۔ جبکہ ساز وسامان آج کی طرح انتہائی مہنگا اور گراں نہیں تھا۔

ذوق مطالعہ: وہ مطالعہ کے صرف شوقین نہیں تھے بلکہ اس کے رسیا تھے اور فرصت کے تمام لمحات مطالعہ میں صرف کرتے تھے اور ان کا مطالعہ انتہائی متنوع قسم کا تھا اور اس کیلئے انہوں نے

اپنے طالب علمی کے دور سے ہی مختلف علوم وفنون کی کتابیں جمع کرنا شروع کردی تھیں اور گہرے دوست اور انتہائی مخلص ہم سبق محترم مولانا حافظ مسعود عالم حفظ اللہ کے بقول ہم اپنی ساری جمع پونجی صرف کتابوں کی خریداری پر صرف کرتے تھے۔ اور کوئی سامان نہیں خریدے تھے۔ چونکہ انہوں نے پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے بھی کرلیا تھا اردو' فارسی' عربی اور انگریزی میں مہارت حاصل کرلی تھی اس لئے انہوں نے تمام زبانوں کی مختلف علوم وفنون کو جمع کرنے کا سلسلہ زندگی کے آخری دم تک جاری رکھا۔ اور تمام اسلامی علوم کی کتب کو جمع کیا اس کے لئے انہوں نے مسجد کے ساتھ انتہائی وسیع وعریض کمرہ تیار کیا اور اس میں مطالعہ کے تمام لوازمات' فرنیچر' الماریاں' کمپیوٹر اور اسکے متعلقات کو جمع کیا۔ اور یہ تمام ذخیرہ جو ہر قسم کی کتابوں کے کئی کئی ایڈیشنوں پر مشتمل ہے۔ انتہائی ترتیب کے ساتھ الماریوں کی زینت بنایا گیا ہے حتی کہ مختلف مسالک کے فتاوی جات کو بھی جمع کیا اور مرزائیوں اور شیعہ کا بھی تمام لٹریچر جمع کیا ہے۔ لیکن اپنی خودداری' حمیت وغیرت کی بنا پر کسی سے اس کیلئے ایک پیسہ بھی نہیں لیا اور جماعتی احباب کو بھی اس میں شریک نہیں کیا۔ ہزاروں بیش قیمت کتب اپنی ذاتی گرہ سے خریدیں انہیں جو مشاعرہ خطابت اور مکتبہ الدعوۃ سے ملتا تھا اس کا اکثر حصہ کتابوں کی خریداری پر صرف کیا۔ آخری سالوں میں چونکہ ان کا رجحان تصنیف وتالیف کی طرف ہوگیا تھا۔ اس کیلئے بھی افراد کی تیاری شروع کردی' لیکن اللہ تعالی کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ وہ یہ حسرت لے کر ہی آخرت کو سدھار گئے۔

ذوق تحریر:۔ حضرت حافظ رحمہ اللہ تحریر ونگارش کا بھی ذوق وشوق رکھتے تھے الجامعہ الاسلامیہ مدینہ منورہ کے بی اے کہ آخری سال میں انتہائی علمی وفکری اور تحقیقی مقالہ رکھا تھا۔ جس کا عنوان تھا "رسالۃ ابی داود الی اصول مکۃ وحکم ماسکت عنہ الامام ابوداؤد" یہ انتہائی تحقیقی اور مبسوط رسالۃ تھا۔ جس کے آغاز میں امام ابوداؤد کے تفصیلی حالات لکھے تھے اور امام کا کی مراسیل پر تفصیلی معلومات تھیں۔ اس کے مشرف ڈاکٹر محمود میرۃ تھے اس سے ان عربی زبان پر دسترس کا پتہ بھی چلتا تھا' لیکن افسوس میرے بار بار توجہ دلانے کے باوجود وہ اس پر نظر ثانی کیلئے وقت نہ نکال سکے۔ اب وہ ان کے مسودات میں ہوگا۔

وہ مختلف اوقات میں، مختلف جرائد اور رسالوں میں لکھتے رہے ...... چونکہ وہ مکتبہ الدعوۃ سے ریٹائر ہو گئے تھے۔ اس لئے مستقل تصنیف و تالیف کی طرف توجہ مبذول کر دی تھی اور ان کے بڑے داماد محترم محمد عثمان حفظہ اللہ سے معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے تفسیر و حدیث پر کام شروع کر دیا تھا۔ ان کے یہ داماد ان کے انتہائی وفادار اور خیر خواہ و ہمدرد تھے اور پھر اس بیماری کے ایام میں فیملی ہسپتال راولپنڈی میں ان کے ساتھ رہے ہیں اور ان کا تمام تحریری کام جو انہیں ملا ہے انہوں نے محفوظ کر لیا ہے ابھی تک مجھے اس کے دیکھنے کا موقعہ نہیں ملا اسی لئے معلوم نہیں تفسیر اور شرح حدیث کا کام کتنا ہوا ہے اور وہ پیغام ٹی وی پر بھی وقتاً فوقتاً مختلف موضوعات پر تقریر کرتے رہے اس لئے تمام ریکارڈ ان کے پاس محفوظ ہوگا۔ کچھ کتابوں اور رسالوں کی نشاندہی سہ ماہی مجلہ البیان کراچی والوں نے کی ہے۔ کیونہ وہ دارالدعوۃ السّلفیہ لاہور کی مجلس عاملہ کے ممبر تھے اور ادارۃ المدینہ اسلامک سنٹر کے علمی بورڈ کے رکن بھی تھے اس طرح محترم حافظ محمد شاکر نے بھی الاعتصام کی جلد نمبر 67 شمارہ 45 میں بعض تحریرات کی نشان دہی کی ہے اور پیغام ٹی وی سے رابطہ و تعلق کی بنا پر عزیزم حافظ یوسف سراج حفظہ اللہ نے بھی مجلہ المکرّم کے شمارہ نمبر 28 میں اپنے تاثرات میں بعض باتوں کی نشاندہی کی ہے۔

دعوت و تبلیغ :۔ موصوف چونکہ عربی و فارسی اور اردو شعراء و ادباء کی کتابوں کا مطالعہ کرتے رہتے تھے اور ان زبانوں کے بہت سے اشعار ان کی نوک زبان پر تھے اور انتہائی خیر خواہ اور مشفق مہربان تھے اپنے تلامذہ سے خصوصی پیار و محبت کا برتاؤ کرتے تھے۔ اس لئے ان کی دعوت پر مختلف مقامات پر تربیتی، اصلاحی اور دینی و تبلیغی دروس کیلئے تشریف لے جاتے تھے۔ لوگ ان کے دروس بہت ذوق و شوق سے سنتے تھے اور بہت متاثر ہوتے تھے جس کا نظارہ ان کے جنازہ میں شرکت کرنے والے متنوع اور مختلف مسلکوں کے لوگوں کی کثرت سے ہوا جس میں ان سے مستفیدان کی کثیر تعداد دور دراز کے علاقوں سے شرکت کیلئے آئی تھی۔

سیرت و کردار :۔ ان کے مزاج و کردار میں اگر ایک طرف غیرت و حمیت اور خودداری تھی جس کی بناء پر وہ کسی سے مرعوب نہیں ہوتے تھے اور اپنا نکتہ نظر پوری قوت اور دلیل سے پیش کرتے

تھے تو دوسری طرف وہ لوگوں کے ساتھ انتہائی خندہ پیشانی اور عاجزی و انکساری سے پیش آتے تھے۔ اعلیٰ علم اور اپنے پاس علمی پیاس بجھانے کیلئے آنے والوں کے ساتھ انتہائی ہمدردی اور شفقت سے پیش آتے

حضرت حافظ عبدالرشید رحمہ اللہ نے اپنے ڈاکٹریٹ کا مقالہ انہی کی لائبریری میں بیٹھ کر تحریر کیا تھا اور حضرت حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ بھی اپنی علمی و تحقیقی ضروریات کیلئے بار باران کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ اپنی ضرورت کی کتب بھی ان سے مستعار لے جاتے اس لئے وہ انہیں اپنا مربی استاد سمجھتے تھے۔ غریب طلبہ کے ساتھ خصوصی شفقت سے کام لیتے ان کی حوصلہ افزائی کرتے انہیں آگے بڑھنے کیلئے ترغیب دیتے اوران سے تعاون بھی کرتے تھے۔ ان کی تشجیع اور تعاون سے بہت سے لڑکوں کو جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں جانے کا موقع ملا۔ ان میں سے بعض نے دکتورہ بھی کیا۔ میں ذاتی طور پر ان طلبہ کو جانتا ہوں اور وہ ان سے آخری دم تک پیار کرتے رہے ہیں۔

آخری دنوں میں جیسا کہ میں اوپر اشارہ کر چکا ہوں وہ جب سے مکتبہ الدعوۃ سے ریٹائر ہوئے تصنیفی، تالیفی امور کی طرف پوری توجہ مبذول کر دی تھی اور گذشتہ شوال کے بعد سے محترم الکرم فضیلۃ الشیخ الدوسری صاحب حفظہ اللہ مدیر مکتبہ الدعوۃ کے مشورہ اوران کے تقرر کی بنا پر جامعہ سلفیہ اسلام آباد میں صحیح بخاری شریف کا درس بھی شروع کر دیا تھا لیکن یہ عمل زیادہ دیر نہیں چل سکا اور وہ مختلف بیماریوں میں گرفتار ہو گئے اور صاحب فراش بن گئے تدریس کا کام چھوٹ گیا اور کافی عرصہ تک فیملی ہسپتال میں داخل رہے اور یکم صفر 1437ھ بمطابق 14 نومبر 2015ء عالم جاوداں کے سفر پر روانہ ہو گئے۔ اور موت کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پورے ملک اور بیرون ملک پھیل گئی اسی دن رات آٹھ بجے جنازہ کا اعلان ہوا۔ اور تقریباً نو بجے رات ایک وسیع وعریض گراؤنڈ میں ان کے دیرینہ دوست محترم و معظم الشیخ حافظ مسعود عالم حفظہ اللہ نے انتہائی سوز و گداز کے ساتھ اور کثیر ادعیہ مبارکہ پڑھا کر پڑھایا۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

اولاد اور خاندان :۔ انہوں نے اپنے پیچھے تین صلبی بیٹیاں اور ایک بیوہ چھوڑی اور معنوی و روحانی اور متاثرین بے شمار ہیں یہ چار بھائی تھے سب سے بڑے حکیم محمد یحییٰ میر جو بحمد اللہ ابھی بقید حیات ہیں ان سے چھوٹے علامہ محمد سعید عابد رحمہ اللہ تھے۔ جو اسلامیہ ڈگری کالج قصور کے وائس

پرنسپل تھے جو عارضہ قلب سے 19 مئی 2011ء کو قصور میں وفات پا گئے تھے۔ اور وہیں مدفون ہیں تیسرے حافظ صاحب تھے جو راولپنڈی میں فوت ہوئے اور وہیں دفن ہوئے چھوٹے اور سب سے چھوٹے حافظ عبدالوحید حفظہ اللہ ہیں جو جامعہ ام القری مکہ مکرمۃ کے خریج اور گولڈ میڈلسٹ ہیں اور مکتبہ الدعوۃ اسلام آباد میں کام کرتے ہیں۔

تلامذہ:۔ تدریس کے دوران بے شمار تلامذہ نے ان سے باقاعدہ پڑھا اور ان سے وقتاً فوقتاً علمی استفادہ کرنے والوں کی تعداد تو بہت زیادہ ہے چند ایک تلامذہ جو میرے بھی شاگرد ہیں یہ ہیں۔

(1) مرحوم شیخ الحدیث مولانا محمد یونس عاصم' جامعہ سلفیہ اسلام آباد ناظم تبلیغ مرکزی جمعیت اہلحدیث راولپنڈی' (2) مولانا محمد افضل سردار حفظہ اللہ شیخ الحدیث جامعہ رحمانیہ اہلحدیث کراچی مرکزی امیر جمعیت اہلحدیث کراچی' (3) ڈاکٹر سید عبدالغفار بخاری فاضل مدینہ یونیورسٹی' صدر شعبہ علوم اسلامیہ نمل یونیورسٹی اور مدیر رسالہ البصیرۃ اسلام آباد' (4) پروفیسر نواز خاں فاضل جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ استاد نمل یونیورسٹی اسلام آباد' (5) فضیلۃ الشیخ حافظ محمد صدیق فاضل مدینہ منورۃ استاد جامعہ السلفیہ اسلام آباد' (6) حافظ مطیع الرحمان فاضل مدینہ یونیورسٹی موظف السفارۃ السعودیۃ اسلام آباد' (7) استاد حافظ شفیق الرحمان منیجر ہائی سکول خطیب جامعہ مسجد اہلحدیث سیالکوٹ (8) پروفیسر عبدالروف پنجاب کالج آف کامرس اسلام آباد (9) مولانا حافظ ابراہیم خلیل ٹیچر ہائی سکول ڈھینڈہ' ناظم مرکزی جمعیت اہلحدیث ہری پور (10) مولانا حافظ محمد یونس ٹیچر ہائی سکول پتھک آزاد کشمیر (11) مولانا محمد رفیق اختر کاشمیری مظفر آباد' (12) شیخ الحدیث مولانا عصمت اللہ جامعہ محمدیہ مظفر آباد آزاد کشمیر (13) مولانا رفاقت علی ٹیچر ہائی سکول مری' (14) مولانا ابوبکر معاذ خطیب مسجد اہلحدیث بھابڑا بازار راولپنڈی (15) ڈاکٹر پروفیسر عبدالجبار استاد نمل یونیورسٹی اسلام آباد (16) قاری عبدالرشید ناظم و خطیب مسجد اہلحدیث راولپنڈی (17) مولانا عبدالوحید آف ریالہ عربی ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول ایبٹ آباد۔

اللہ تعالیٰ ان تمام احباب کو ان کا صدقہ جاریہ بنائے اور ان کی حسنات کو قبول فرما کر جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے۔ (آمین)